68

جلسہ پر آنے کی غرض پوری ہونی چاہیئے

(فرمودہ ۲؍ جنوری ۱۹۲۰ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"زمانہ کے تغیرات اس انسان کے لیے جو دل رکھتا ہے۔ اور اس کے لیے جسے فکر کی عادت ہے۔ ایک عجیب سبق آموز چیز ہیں۔ ان کے اندر عبرتیں ہیں۔ ان کے اندر وعظ ہیں۔ ان کے اندر نصیحتیں ہیں۔ جہاں ترقیات کے ذرائع ہوتے ہیں۔ وہاں تنزلات سے بچنے کے لیے تدابیر بھی ہیں۔ اور ہر ساعت جو انسان پر گزرتی ہے۔ ہر دن جو انسان پر طلوع ہوتا ہے۔ ایک استاد ہوتا ہے۔ ایک رہنما ہوتا ہے وہ گزر جاتا ہے۔ لیکن جس طرح میدان میں مرنے والا گزرتا ہے اور پیچھے والوں کے لیے فائدہ کا موجب ہو جاتا ہے اسی طرح وقت کی گھڑی مر جاتی ہے۔ مگر دوسرے کیلئے مفید اور بابرکت چیز ہو جاتی ہے۔ وقت گزرنا مجھے بعینہٖ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ مونگے کا جزیرہ بنتا ہے۔ ایک کیڑے پر دوسرا کیڑا مرتا چلا جاتا ہے اور بے شمار اسی طرح ایک دوسرے پر مرتے رہتے ہیں اور ایک بڑے زمانہ کے بعد وہ ایک جزیرہ بنکر سطح سمندر پر نمودار ہو جاتا ہے۔ جس پر لاکھوں آدمی بستے ہیں۔ یہ اتنا بڑا جزیرہ کہاں سے بن گیا؟ ان چھوٹے چھوٹے حقیر کیڑوں کے جسموں سے جو انفرادی شکل میں بہت ہی ادنیٰ چیز تھے۔ وہ ایک دوسرے پر مرتے اور ہزاروں سالوں کے بعد سمندر سے ایک ایسا جزیرہ بنکر نکلے۔ کہ اس پر آدمی بستے اور آباد ہوتے ہیں۔

وقت کی گھڑیاں بھی مونگے کی طرح ایک دوسرے پر مرتی چلی جاتی ہیں۔ ان سے بھی آدمی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ مگر وہی جو فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔ اور جو شخص فائدہ نہ اُٹھائے۔ اس کے لیے گزرنے والی گھڑیاں اس فوج کی طرح ہوتی ہیں جو شکست کھاتی ہے۔ کہ اس کا ہر ایک مرنے والا صف کو خالی کرتا چلا جاتا ہے۔ اور شکست اس کے قریب ہوتی جاتی ہے۔ اسی طرح گھڑیاں گزرتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی خطرہ اور شکست قریب ہوتی چلی جاتی ہے۔ مگر جن سے فائدہ اُٹھایا جائے

وہ فتح مند فوج کی مانند ہو جاتی ہیں۔ پس وقت ایک بڑی عبرت کی چیز ہے۔

ہم پر بھی ایک وقت پچھلے دنوں گزرا ہے کہ ہزارہا میل سے ہمارے احباب یہاں اکٹھے ہوئے اور ہزارہا کی تعداد میں مرد عورتیں۔ بوڑھے جوان اور بچے آئے۔ غرض ہر طبقہ اور ہر جگہ سے آئے۔ اور یہاں جمع ہو کر اکثر نے سُنا۔ اور بہت سے چلے گئے۔ اور کچھ باقی ہیں۔ اب طبعاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اجتماع کس غرض سے ہوا۔ مومن کی ہر ایک چیز قیمتی ہوتی ہے۔ اس کا مال قیمتی۔ اس کا وقت قیمتی پس ہم کیوں جمع ہوئے، کس لیے یہاں آئے۔ کیا نتیجہ ہوا؟ کس لیے یہاں آئے؟ اس کو ہر ایک شخص اپنے طور پر خود ہی حل کر سکتا ہے۔ کیونکہ کسی کو دوسرے کے دل کا حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسامہؓ کو فرمایا۔ هَلْ شَقَقْتَ قَلْبَهٗ[1] کیا تُو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا ہے۔ پس جہاں اکثر لوگ محض خُدا کی خوشنودی اور رضا کے لیے آتے ہیں۔ وہاں اِن دنوں چور بھی آجاتے ہیں۔ پس میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ ہر ایک شخص اپنی حالت کو دیکھ کر خود ہی بتلا سکتا ہے کہ وہ کیوں آیا، دوسرا نہیں بتلا سکتا۔ ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کس لیے آنا چاہیئے تھا؟ اگر ہم یہ بتلائیں بھی کہ کس غرض سے یہاں آئے۔ تو ممکن ہے۔ کہ آنے والے کی غرض اس سے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ ہو۔ پس ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ کس لیے آنا چاہیئے تھا۔ اور وہ یہی ہے کہ خدا کی رضا جوئی کے لیے آنا چاہیئے تھا۔ اس کام کو چلانے کے لیے آنا چاہیئے تھا۔ جو خدا نے جماعت احمدیہ کے سپرد کیا ہے۔ اب رہا یہ کہ کیا سکھایا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو جو خدا نے چاہا وہ یہاں کہا گیا۔ بعض نے ضروری باتیں بیان کیں۔ اور دوسروں نے سُنیں۔ نتیجہ کیا ہوا؟ سب سے اہم سوال اصل میں نتیجہ کا سوال ہی ہے کیونکہ جو کچھ گزر گیا۔ وہ تو گزر ہی گیا اب آئندہ کے متعلق سوال ہے۔ اس موقع پر جو کچھ بتایا اور سُنایا گیا۔ اس میں سے بعض علم کو بڑھانے والی باتیں تھیں۔ بعض رُوحانیت کو ترقی دینے والی۔ اور بعض آپس کے معاملات کے متعلق اور بعض تبلیغ سے تعلق رکھنے والی۔ یہ چار قسم کی باتیں تھیں۔ جو سُنی اور سنائی گئیں۔

پس اب قابلِ غور سوال ہمارے سامنے یہ ہے۔ کہ اس آمد سے آنے والوں نے نتیجہ کیا نکالا اور فائدہ کیا اُٹھایا۔ اور آئندہ علم کی ترقی کے لیے کیا طریق عمل سوچا ہے۔ کیونکہ اگر علم کو یاد رکھنے کی کوشش نہ کی جائے۔ تو علم کام نہیں دے سکتا۔ پس مَیں آپ لوگوں کو توجہ دلاؤں گا۔ کہ جو کچھ آپ نے سُنا ہے اس کو یاد رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ علم کی مثال تصویر کی سی ہے۔ کہ جُوں جُوں مصوّر اس پر رنگ

---

[1] مسلم کتاب الایمان باب من مات لا یشرک باللہ دخل الجنۃ

پھیرتا جاتا ہے۔ وہ شوخ ہوتی جاتی ہے۔ اور ایک دفعہ کا رنگ پنسل کے رنگ کی مانند ہوتا ہے جو جلد مٹ جاتا ہے۔ دوسرا سیاہی کے قریب۔ اسی طرح ترقی کرتے کرتے نقش کی مانند ہو جاتا ہے جو اندر داخل ہو جاتا ہے اور پھر ترقی ہو تو ایسا ہوتا ہے۔ جیسے کھود کر نقش بنائے جائیں۔ اسی طرح جو باتیں رُوحانیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر ایک آدھ دفعہ سُن یا پڑھ لی جائیں۔ تو وہ بھی پنسل کی لکیر کی طرح ہوتی ہیں، لیکن جوں جوں ان پر غور کرتے چلے جاؤ۔ اور ان کو استعمال میں لاؤ وہ ذہن میں بیٹھتی چلی جاتی ہیں۔ تو جب تک علم پر عمل نہ کیا جاتے۔ علم مفید نہیں ہو سکتا۔ پس جو باتیں آپ کو رُوحانیت کے متعلق بتائی گئی ہیں۔ ان پر عمل کرو۔ علم کی باتوں کو دہراؤ۔ تبلیغ کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کی پابندی کرو۔ معاملات کو درست بناؤ۔ اگر ان چاروں باتوں کو عمل میں نہ لایا گیا۔ تو یہ نتیجہ نکلے گا، کہ آنیوالوں نے اپنے مالوں کو ضائع کیا۔ اپنے وقتوں کو ضائع کیا، اپنے جسموں کو تکلیف میں ڈالا۔ جس کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ پس میں ان تمام دوستوں کو جو یہاں موجود ہیں۔ خواہ وہ قادیان کے ہوں یا بیرونجات کے۔ اور ان تمام کو جو بیرونجات میں ہیں۔ توجہ دلاتا ہوں کہ ان کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان باتوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور خصوصاً ان دو اُمور کو فراموش نہ کریں۔ اوّل اندرونی اصلاح۔ اور دوسرے بیرونی اصلاح۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں۔ تو امن نہیں۔ بلکہ ہلاکت ہے۔ پس جماعت کو چاہیئے۔ کہ جلسہ سے کار آمد فوائد حاصل کرے تاکہ ان کے لیے جلسہ میں آنا بابرکت ثابت ہو۔ اور آیندہ ترقی کے لیے ممد و معاون۔"

(الفضل ۱۹ر جنوری ۱۹۲۰ء)